Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 29, 2025

Religious and Social Contributions of Female Companions from Non-Arab Tribes: In the Light of Seerah

غیر عرب قبائل کی خواتین صحابہ ؓ کی دینی وسماجی خدمات: سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

Muhammad Ihtisham Ahmad Farooqi
Lecturer, Lahore Grrision University
Email: Ihtishamfarooqi@lgu.edu.pk

Sahibzada Umar Shakeel Ahmed
Research Scholar, M.Phil. Islamic Studies, NCBA&E, Lahore
Email: umarshakeel786786@gmail.com

Abstract

This research article examines the religious and social contributions of female Companions (Ṣaḥābiyyāt) from non-Arab tribes in the light of the Seerah of the Prophet Muḥammad (ﷺ). It aims to show how Islam, under the Prophetic guidance, integrated women from diverse ethnic and tribal backgrounds and provided them opportunities for religious growth and social responsibility. Adopting a qualitative, descriptive-analytical approach, the study relies on primary Seerah and ḥadīth sources, alongside classical biographical and historical works, to trace their lives and services. The article discusses their religious roles, including learning Islamic teachings, observing religious obligations, supporting da'wah, and contributing to the preservation and transmission of knowledge. It further highlights their social services such as charity, community welfare, caregiving, hospitality, and assistance to the poor and vulnerable. The study also reviews their participation in collective struggles and crises, including support roles in times of conflict and migration, reflecting their courage and commitment. Special attention is given to the Prophetic principles of equality, dignity, and merit, which reduced tribal barriers and strengthened a unified Muslim identity. The findings suggest that non-Arab Ṣaḥābiyyāt played a significant part in shaping early Islamic society through faith-based leadership, service, and moral influence.

Keywords: Non-Arab Female Companions ،Religious Contributions of Womens, Social Welfare & Community Service of Sahabiat, Cultural Diversity and Equality in Islam.

اسلام کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی مخصوص نسل، قبیلے، زبان یا خطے کا دین نہیں، بلکہ تمام انسانیت کے لیے ہدایت اور رحمت بن کر آیا ہے۔ قرآنِ کریم نے واضح اعلان فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

OPEN ACCESS
CC BY

یعنی اللہ کے نزدیک عزت کا معیار رنگ، نسل اور قبیلہ نہیں، بلکہ تقویٰ ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرآنی تعلیم کا سب سے نمایاں مظہر خود رسولِ اکرم ﷺ کی جماعتِ صحابہؓ ہے، جس میں عرب اور غیر عرب، آزاد اور غلام، مرد اور عورت، سب یکساں طور پر دین کے کاموں میں شریک نظر آتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکروں میں عمومی طور پر مردوں کے کارنامے زیادہ نمایاں کیے جاتے ہیں، جبکہ خواتینِ صحابہؓ کے کردار پر بھی بہت سا کام ہوا ہے؛ لیکن اس میں بھی اکثریت اُن خواتین کا ذکر ملتی ہے جو نسلاً عرب قبائل سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس کے برعکس غیر عرب (عجمی) قبائل سے تعلق رکھنے والی صحابیاتؓ، خصوصاً اُن کی دینی اور سماجی خدمات، نسبتاً پسِ منظر میں چلی گئی ہیں، حالانکہ اُن کے کردار میں بھی امت کے لیے نہایت اہم پیغام اور نمونہ موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں حبشہ (افریقہ)، روم، فارس، اور مصر وغیرہ سے تعلق رکھنے والی متعدد خواتین ایسی ہیں جنھوں نے اسلام قبول کر کے نہ صرف اپنے انفرادی ایمان و تقویٰ کی تاریخ مرتب کی، بلکہ مدینہ کی اسلامی ریاست اور معاشرے کی تعمیر میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ ان میں اُمّ ایمن برکہ حبشیہؓ، ماریہ قبطیہؓ، سیرینؓ اور حضرت زنیرہ دیگر عجمی و غلام صحابیات کا نام خصوصیت سے لیا جا سکتا ہے۔ یہ خواتین نسل، زبان اور تہذیبی پس منظر کے اعتبار سے عرب معاشرت سے مختلف تھیں، مگر ایمان اور اخلاص نے انہیں اس درجہ پر پہنچایا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے، مسجد نبویؐ کے ماحول، اور مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں گہرے اثرات چھوڑ گئیں۔

ان غیر عرب صحابیات کی دینی خدمات میں ایمان و عقیدہ پر استقامت، رسول اللہ ﷺ اور اہلِ بیتؓ کی خدمت، دین کی تعلیم و تربیت کے لیے عملی نمونہ بننا، اور ہجرت و قربانی جیسے اعمال شامل ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر عرب خواتین صحابہؓ نے نہ صرف اپنی ذاتی عبادت اور اطاعت کا اہتمام کیا، بلکہ اپنے قول و فعل کے ذریعے آنے والی نسلوں کے لیے دین فہمی، صبر، توکل اور محبتِ رسول ﷺ کا ایسا نقش چھوڑا جو صدیوں سے امت کا سرمایۂ افتخار ہے۔ اُمّ ایمنؓ کا رسول اللہ ﷺ کی بچپن سے آخر عمر تک خدمت اور وفا میں ڈٹا رہنا، ماریہ قبطیہؓ کا ایک غیر عرب، سابقہ عیسائی پس منظر سے نکل کر "امّ المؤمنین" کا رتبہ پانا، اور سیرینؓ کا قبطی خاندان کی نمائندہ کے طور پر صحابہ کے گھرانوں میں شامل ہونا — یہ سب اس بات کی واضح مثالیں ہیں کہ اسلام نے غیر عرب عورت کو بھی اعلیٰ ترین دینی مقام عطا کیا۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

اسی طرح سماجی خدمات کے میدان میں یہ غیر عرب صحابیاتؓ مدینہ کے معاشرے میں بہ طور فعال رکن سامنے آتی ہیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی، بیماروں کی تیمارداری، غریبوں اور محتاجوں کی مدد، یتیموں کی دیکھ بھال، گھریلو زندگی میں اخلاص پر مبنی خدمت، اور رسول اللہ ﷺ کے گھر کے اندرونی ماحول کو سکون و رحمت کا گہوارہ بنانا—یہ سب ایسے پہلو ہیں جن میں غیر عرب خواتین صحابہؓ کی خدمات نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔ وہ عملاً یہ ثابت کرتی ہیں کہ عورت، خواہ کسی بھی نسل اور خطے سے تعلق رکھتی ہو، اگر اُس کے اندر ایمان اور خدمتِ خلق کا جذبہ ہو تو وہ ایک پورے معاشرے کے اخلاقی و روحانی مزاج کو سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ کے تناظر میں جب ہم ان غیر عرب صحابیات کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک اور اہم حقیقت بھی سامنے آتی ہے، اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں تشکیل پانے والی اسلامی جماعت دراصل ایک "بین الاقوامی" اور "بین الثقافتی" اُمت کا ابتدائی نمونہ تھی۔ اس جماعت میں غیر عرب عورتوں کی شمولیت اور اُن کی عزت و تکریم محض روایتی یا رسمی نہیں تھی، بلکہ انہیں عملاً دینی اور سماجی ذمہ داریوں میں شریک کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ کے اسلامی معاشرے کی بنیادوں میں حبشیہ، قبطیہ، رومی و فارسی صحابیاتؓ کے ایمان، صبر، خدمت اور اخلاص کی اینٹیں بھی جڑی ہوئی ہیں۔

اسی پس منظر میں زیرِ نظر تحقیقی مطالعہ "غیر عرب قبائل کی خواتین صحابہؓ کی دینی و سماجی خدمات: سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں" مرتب کیا جا رہا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ سیرت اور کتبِ حدیث و تاریخ میں مذکور غیر عرب صحابیاتؓ کی شخصیات کا تعارف اور ان کی دینی و سماجی خدمات کو بیان کیا جائے۔ تاکہ عصرِ حاضر کی مسلمان خواتین کے لیے ان صحابیاتؓ کی زندگیوں سے قابلِ عمل اسباق اور رہنما خطوط نکالے جائیں، تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو دینی و سماجی میدانوں میں بہتر طور پر بروئے کار لا سکیں۔

ان میں سے بعض خواتین کنیز بن کر عرب کے اس ماحول میں آئیں اور پھر اسلام کی خاطر سب کچھ وقف کر دیا۔ یہ اصلاً و نسلاً غیر عرب تھیں، اور بعض خواتین جیسا کہ حضرت صفیہ جو قبیلہ بنو نضیر سے تعلق رکھتی تھیں۔ وہ نسلاً بنی اسرائیل تھے، یعنی غیر عرب النَّسَب، اگرچہ رہائش عرب علاقے (مدینہ و خیبر) میں تھی۔ آپ غزوۂ خیبر کے بعد وہ قیدی ہو کر آئیں، نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد کیا اور نکاح فرما کر ام المؤمنین کا مقام عطا ہوا۔ چنانچہ ذیل میں ان خواتین صحابیات کا مختصر تعارف اور خدمات پیش کی جا رہی ہیں۔

ام المومنین حضرت صفیۃ بنت حیي

آپ کا مکمل نام حضرت صفیۃ بنت حیي بن أخطب بن سعیۃ بن عامر بن عبید ہے۔ آپ کا تعلق قبیلہ بنی اسرائیل تھا۔ آپ کا نسب حضرت ہارون بن عمران سے ملتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام برۃ بنت سموال ہے۔ جو رفاعہ بن سموال کی بہن ہیں، اور یہ بنو قریظہ سے ہیں جو بنو نضیر کے بھائی (یعنی رشتہ دار) تھے۔ حضرت صفیہ کا نکاح

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

پہلے عرب کے بہادر اور فصیح و بلیغ شاعر سلام بن مشکم قرظی سے ہوا، پھر اس نے انہیں طلاق دے دی، تو ان کا نکاح کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق نضری سے ہوا جو خیبر میں قلعہ "قموص" کا مالک تھا، یہ جنگ خیبر کے دن قتل کر دیا گیا اور یوں وہ اس سے بیوہ ہو گئیں۔

غزوہ خیبر میں اللہ نے کثیر مال غنیمت عطا فرمایا، تو صفیہ بنت حیی اور ان کی ایک چچازاد کو قلعہ قموص سے قیدی بنا لیا گئیں۔ اس دن حضرت دحیہ بن خلیفہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے ان میں سے ایک لونڈی دے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: "جاؤ، ایک لونڈی لے لو"۔ وہ گئے اور صفیہ کو لے لیا۔ (لوگوں نے) عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو قریظہ اور نضیر کی سردار خاتون ہیں، یہ آپ ہی کے شایانِ شان ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ سے فرمایا: "اس کے بجائے قیدیوں میں سے کوئی اور لونڈی لے لو"۔ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں (دحیہ سے) سات اَرس (درہم یا مقررہ مال/غلام) کے عوض خرید لیا، اور انہیں امِّ سُلیم کے حوالے کر دیا، تاکہ وہ انہیں تیار کریں، سنواریں اور ان کی عدّت ان کے پاس گزرے۔

جب صفیہ نبی ﷺ کے پاس آئیں۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"تمہارا باپ ہمیشہ یہودیوں میں سے میرے لیے سب سے سخت دشمن رہا، یہاں تک کہ اللہ نے اسے (جنگِ خیبر میں) ہلاک کر دیا۔

"انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اب تم اختیار کرو اگر تم نے اسلام کو اختیار کیا تو میں تمہیں اپنے پاس (بیوی بنا کر) رکھوں گا، اور اگر تم نے یہودیت کو پسند کیا تو ممکن ہے میں تمہیں آزاد کر دوں، پھر تم اپنے لوگوں کے پاس جا ملو۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! میں نے اسلام کو محبوب جانا ہے، اور میں نے آپ کی تصدیق کر لی تھی، اس سے پہلے کہ آپ مجھے اسلام کی دعوت دیں، جب سے میں آپ کے پاس (قید ہو کر) آئی ہوں۔

مجھے یہودیت میں کوئی رغبت نہیں، نہ ہی میرے لیے اس میں اب کوئی باپ ہے نہ بھائی۔

آپ نے مجھے کفر اور اسلام میں سے اختیار دیا ہے، تو اللہ اور اس کا رسول مجھے آزاد ہونے اور واپس اپنی قوم کے پاس جانے سے زیادہ محبوب ہیں۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

'کیا تم میرے (نکاح) میں آنا پسند کرو گی؟'

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

انہوں نے جواب دیا: 'یارسول اللہ! میں تو اسلام سے پہلے ہی میں یہ تمنار کھتی تھی، پھر اب جبکہ اللہ نے مجھے اسلام میں آپ کے لیے ممکن کر دیا ہے، میں کیسے انکار کر سکتی ہوں؟

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا۔اوران کا حق مہران کی آزادی کو قرار دیا جبکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی سے نکاح کیا تو آپ نے ان کا مہر ایک خادمہ مقرر فرمایا، جن کا نام رزینہ تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کے لیے ولیمہ کیا، اور آپ ﷺ کا ولیمہ صرف حَیس (کھجور، گھی اور ستّو یا پنیر کا ملغوبہ) پر مشتمل تھا۔ ابوالولید (ہشام) اپنی روایت میں کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ چربی/ گھی، خشک دہی (اقط) اور کھجور پر مشتمل تھا۔

وہ کہتے ہیں: لوگوں نے زمین میں چھوٹی چھوٹی گڑھیاں کھودیں، پھر ان میں چمڑے کے دستر خوان (انطاع) بچھائے، پھر ان میں گھی، خشک دہی اور کھجور رکھ دیے (اور یہی ولیمہ تھا)۔ اور ان کے برتن صرف چمڑے کے دستر خوان (انطاع) تھے۔ لوگوں نے اسی دن وہیں دوپہر کا کھانا کھایا، پھر رسول اللہ ﷺ آگے روانہ ہوئے اور "قُصَیبہ" نامی مقام پر اترے، جو وہاں سے سولہ میل کے فاصلے پر ہے۔ پھر (اس کے بعد) نبی ﷺ سے کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ انہوں نے ان کے باپ کے متعلق کوئی ایسی بات کہی ہو جو انہیں ناگوار ہو۔

حضرت صفیہ بنت حیی کی وفات چھتیس، پچاس یا باون ہجری میں، امیر معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی، اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ نے ایک لاکھ درہم کی ملکیت وراثت میں پائی تھی، جو زمین اور سامان کی قیمت تھی۔ تو انہوں نے اپنی ایک بہن کے بیٹے کے لیے، جو یہودی تھا، اس مال کے ایک تہائی حصے کی وصیت کی۔ اور صفیہ کا ایک گھر بھی تھا جسے انہوں نے اپنی زندگی ہی میں صدقہ کر دیا تھا۔

حضرت صفیہ کی خدمات:

- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق یہودی علماء کے گھرانے سے تھا اس کے باوجود انہوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی شریکہ حیات بنیں۔ انکی خدمات کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔
- وہ بنو نضیر کے سردار، حُیَیّ بن اَخطب کی بیٹی تھیں، خود بھی پڑھی لکھی، سمجھدار اور "عاقلة من عقلاء النساء" کہی جاتی تھیں۔
- ان کے اسلام لانے اور بیت نبوت میں شامل ہونے سے مدینہ کے یہودی معاشرے کے لیے ایک مضبوط پیغام گیا، جو دعوتِ اسلام کے حق میں بہت مؤثر تھا۔
- یہ خود "اہلِ کتاب" کے گھرانے سے تھیں، اس لیے بعد کے دور میں ان کے واسطے سے یہ بات مضبوط ہوئی کہ قرآن و نبی آخر الزماں کی بشارتیں سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود ہیں، اور اہلِ علم یہود بھی اس حقیقت سے ناواقف نہیں تھے۔
- آپ نے ام المؤمنین کی حیثیت سے تعلیمِ دین اور حدیث کی روایت میں اہم کردار ادا کیا، اور کتب حدیث خصوصا صحاح ستہ میں 10 کے قریب احادیث آپ سے مروی ہیں۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

- انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام وآداب سیکھے اور آگے منتقل کیے، مثلاً:

عاشورہ کے روزے کے بارے میں روایت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود بھی رکھتے اور رکھنے کا حکم بھی دیتے تھے۔

نکاح، مہر، آزاد کرنے اور باندی کو بیوی بنانے کے احکام (ان کی ذات پر عملی صورت میں ظاہر ہوئے، اور وہ اس کی روایت کا سبب بنیں: أعتق صفية وجعل عتقها صداقها۔

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف، ازواج کے آداب، اور شیطان کے "إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم.
- "والی مشہور حدیث انہی کے واقعے سے مروی ہے۔
- یہ سب چیزیں فقہ، سیرت اور اخلاقِ نبوی کے ابواب میں بنیاد بنتی ہیں؛ یہی ان کی دینی خدمت ہے کہ دین کا علم محفوظ ہوا۔
- آپ نے ازواجِ مطہرات کے درمیان اخلاقی تربیت اور باہمی اصلاح میں بھی اہم کردار ادا کرتی رہیں۔
- گھر کے اندر ہونے والے حساس واقعات میں وہ خود بھی شامل رہیں اور تعلیم و تربیت کا ذریعہ بھی بنیں، مثلاً: جب بعض ازواج نے ان کے یہودی پس منظر پر تنقید کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب سکھایا "زوجي محمد، وأبي هارون، وعمي موسى"
- اس سے انہوں نے دوسرے لوگوں کو بتلایا کہ اسلام میں حسب ونسب سے بڑھ کر تقویٰ، اسلام اور رسول اللہ سے نسبت اہم ہے۔
- ایک موقع پر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات میں کہا: واللہ يا نبي الله لوددت أن الذي بك بي "کاش جو تکلیف آپ کو ہے وہ مجھے ہو۔" جب بعض بیویوں نے اس پر اشاروں میں اعتراض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سچائی کی تصدیق کی۔
- انہیں خیبر سے باقاعدہ غلہ / جنس (کھجور، جو / گندم) بطور عطیہ ملا، اور بعد میں ان کے پاس معقول مال و جائیداد تھی۔
- آپ کے پاس ان کے پاس ایک لاکھ درہم کی قیمت کی زمین ومال تھا، انہوں نے اپنی زندگی میں ایک گھر اللہ کے لیے صدقہ کر دیا؛ انہوں نے اپنے یہودی بھانجے کے لیے ایک تہائی مال کی وصیت کی؛ صحابہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مشورے سے وہ وصیت نافذ کی۔

سماجی وسیاسی حالات میں موقف اور کردار

خلافتِ عثمان کے زمانے میں جب فتنہ اٹھا، وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع میں سامنے آئیں: خود سواری پر نکل کر ہجوم کی طرف گئیں؛ اشتر نے ان کی سواری کو مارا، تو انہوں نے پردہ وعفت کے تقاضے سے واپسی کا کہا، پھر اپنے گھر اور سیدنا عثمان کے گھر کے درمیان لکڑی کا پل بنوا کر خفیہ طور پر ان تک پانی اور کھانا پہنچاتی رہیں۔ اسد الغابہ میں ہے کہ:

حضرت کنانہ سے مروی ہے کہ میں صفیہ کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھا تاکہ وہ (لوگوں کی طرف سے ہونے والی) اذیت کو عثمان سے دُور کرے (یعنی ان کی حمایت کرے)، تو انہیں اشتر ملا، اس نے ان کی خچر کے چہرے پر مارا، یہاں تک کہ وہ بے قابو ہو کر کج ہو گیا۔ صفیہ نے کہا: مجھے واپس لے چلو، کہیں یہ مجھے رسوانہ

کرے۔ حسن نے اپنی روایت میں کہا: پھر صفیہ نے اپنے گھر اور عثمان کے گھر کے درمیان ایک تختہ (پل کی طرح) رکھ دیا، اور اس پر چل کر عثمان کے پاس پانی اور کھانا پہنچاتی رہیں۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلامی تاریخ میں رسولِ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات وامہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا مقام غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ ان ہی مقدس ہستیوں میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں، جن کا ذکر عموماً اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے، حالانکہ ان کی شخصیت میں دعوتی، تہذیبی، سماجی اور سیاسی پیغام کے کئی روشن پہلو موجود ہیں۔ وہ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ہونے کے سبب خاص نسبت رکھتی ہیں بلکہ مصر و حجاز کے مابین تعلقات، اسلام کی بین الاقوامی دعوت، اور غلامی کے نظام کے تدریجی خاتمے کے ضمن میں بھی ایک اہم تاریخی کردار پیش کرتی ہیں۔ اسی ضمن میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے مختصر احوال اور آپ کی دینی و سماجی خدمات پیش کی جا رہی ہیں۔

آپ کا مکمل نام مارِیہ بنت شَمْعُون القبطِیّہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیزوں میں سے تھیں۔ مصر کے علاقے ''انصنا'' کی بستی ''حَفْن'' میں پیدا ہوئیں۔ جریج بن متی قبطی ملقب بہ مقوقس شہنشاہ مصرواسکندریہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے ایلچی کے طور پر حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کو روانہ کیا۔ مقوقس نے دعوتِ اسلام قبول نہ کی، لیکن رسول اللہ ﷺ کے احترام میں اور سیاسی حکمت کے طور پر 7 ہجری میں انہیں اور ان کی ایک بہن ''سیرین''، ایک دراز گوش یعفور اور ایک خچر دلدل، جو سفید رنگ کی تھی، اور اس دن عرب میں اس جیسی (خچر) کوئی اور نہ تھی۔ کچھ دیگر تحائف جیسا کہ ایک نیزہ، ہزار مثقال سونا اور بیس عدد نرم (باریک) کپڑوں کے جوڑے، بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجے۔ اور ان کے ساتھ ایک خواجہ سرا بھی تھا، جسے مَابُور کہا جاتا تھا، وہ ایک بوڑھا آدمی تھا، اور ماریہ کا بھائی تھا۔ اس کے علاوہ حاطب ابن بلتعہ کو بھی سو مثقال سونا اور پانچ کپڑوں کے جوڑے دیئے۔

حضرت حاطب یہ سب کچھ لیکر ام سلیم بنت ملحان کے گھر گئے جہاں سب جمع تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو مسجد کے قریب حارثہ بن نعمان انصاری کے گھر میں ٹھہرایا۔ انکا مذہب عیسائی تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اور ان کی بہن پر اسلام پیش کیا تو دونوں مسلمان ہو گئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ام سُلیم بنت ملحان کے گھر اتارا، پھر اسے عالیہ میں اپنے ایک باغ کی طرف منتقل کر دیا... پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے لیے مخصوص فرما لیا، اور اس کی بہن کو حسان بن ثابت کے نکاح میں دے دیا۔

OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

ماریہ قبطیہ سے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کی شکل میں اُولاد نرینہ عطاء فرمائی۔ابن سعد الطبقات الکبری میں بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس نوزائیدہ بچے اور بیٹے کو خوشی ومسرت کے عالم میں اپنی آغوش میں اٹھایا اور ان کا نام جد الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی نسبت سے تبرکا "ابراہیم" رکھا۔اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک 60 سال سے زائد ہو چکی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیدائش کے ساتویں دن اس کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کی،اس کا سر منڈوایا اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ میں مسکینوں پر دے دی۔اور بالوں کو دفن کرنے کا حکم دیا۔اور اس کا نام ابراہیم رکھا۔اس کی قابلہ (دایہ) سلمیٰ تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی تھیں۔ وہ اپنے شوہر ابو رافع کے پاس گئیں اور انہیں خبر دی کہ ماریہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔تو ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو یہ خوشخبری دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک غلام عطا فرمایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو (اس بات پر) غیرت ہوئی اور ان پر یہ چیز بہت گراں گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں (ماریہ سے) اولاد ہوئی۔

چنانچہ ان پہ رسول اللہ ﷺ کی نوازشات میں مزید اضافہ کر دیا۔آپ ان کی راحت کا مکمل خیال کرتے۔بعد ازاں انہیں مدینہ کے مضافات میں "عالیہ" کے مقام پر منتقل فرما دیا، تاکہ زیادہ نگہداشت اور بہتر آرام کا سامان ہو سکے۔ماریہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اُس کے بچے نے اسے آزاد کر دیا'' (یعنی وہ اُمِّ وَلد بن کر آزاد ہو گئیں)۔ان کی بہن سیرین کو حسان بن ثابتؓ (شاعر) کو ہبہ کیا گیا، تو ان سے ان کے ہاں عبدالرحمن بن حسان پیدا ہوئے۔رسول اللہ ان سے محبت کرتے اور ان کی نسبت سے ہی مصر کا بھی لحاظ رکھتے۔امام مسلم بن حجاج نے صحیح مسلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم لوگ مصر فتح کرو گے، وہ ایک ایسی سرزمین ہے جہاں قیراط (نامی پیمانہ) استعمال ہوتا ہے۔جب تم اسے فتح کر لو تو اس کے باشندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، کیونکہ ان کا تمہارے ساتھ "ذمہ" (اہلِ اسلام کی پناہ و ذمہ) اور "رحم" (قرابت) کا تعلق ہے۔چنانچہ جب بیس ہجری میں مصر کی فتح ہوئی تو حضرت عمرو بن العاص نے اس وصیت کو یاد رکھا۔

آپ نے مذاکراتِ صلح کے دوران (انہیں مخاطب کر کے) کہا گیا:

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہم تمہیں (یعنی تمہاری سرزمین کو) ضرور فتح کریں گے، اور ہمارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے بارے میں وصیت فرمائی ہے، ہماری تم میں موجود قرابت کی رعایت کرتے ہوئے، اور یہ کہ اگر تم ہماری بات قبول کر لو تو تمہارے لیے ہماری طرف سے امان ہو گی۔اور

CC BY

امیر المؤمنین نے بھی ہم سے عہد لیا ہے کہ قبطیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں قبطیوں کے بارے میں خیر کی وصیت فرمائی ہے؛ اس لیے کہ ان کا ہم سے قرابت اور سسرالی رشتہ ہے۔

بعد ازاں یاقوت (حَموی) کہتے ہیں: جب حضرت حسن بن علی کو معلوم ہوا کہ ماریہؓ قریہ حَفْن کی رہنے والی ہیں، تو انہوں نے معاویہ سے بات کی، چنانچہ اس نے اس بستی والوں کی زمین کا خراج (محصولِ زمین) معاف کر دیا۔

رسول اللہ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کم سنی میں ہی بیمار ہو گئے، جب کہ ابھی ان کی عمر دو برس بھی پوری نہ ہوئی تھی...اور بیماری نے انہیں اس شدت سے آلیا کہ تیمارداری کچھ کام نہ آئی، نہ کوئی تدبیر نفع دے سکی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید غم و تکلیف کے عالم میں، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سہارا لیے ہوئے اس کے پاس تشریف لائے، اور اپنی آنکھوں میں آنسو لیے اس ننھے بچے کو اس کی ماں کی گود سے اٹھالیا۔

آنکھوں سے لگاتار بہتے ہوئے آنسو، دل بھڑکی ہوئی آگ سے دہکتا ہوا، غم سے نڈھال دل کہ جس کی رگیں ٹوٹتی محسوس ہو رہی ہوں...اور ہلکی سی الوداعی نگاہوں کے بعد ابراہیم ہمیشہ کے لئے دار الفناء سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کو دیکھتے ہیں کہ وہ دم ٹوٹ رہا ہے۔

تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی (رو رہے ہیں)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے۔» پھر آپ کے آنسو اور بہنے لگے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ العَيْنَ تَدْمَعُ، وَالقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلاَ نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ

«آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل غمگین ہے، لیکن ہم وہی بات کہیں گے جو ہمارے رب کو راضی کرنے والی ہو، اور بے شک ہم تمہاری جدائی پر، اے ابراہیم، ضرور غمگین ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے، اور راجح قول کے مطابق دس ہجری میں وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے؛ ابھی اگلے سال کا ربیع (الاول) پوری طرح آیا ہی نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔

پھر آپ کے بعد سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا چند برس تک تقریباً تنہائی کی سی زندگی گزارتی رہیں، گویا زندگی اور جیتے جاگتے لوگوں سے کٹ سی گئی تھیں؛ اپنے گھر کی قیدی، اپنے ہی مکان کی چادر سے چمٹی ہوئی۔ بڑھاپا، کمزوری، گہرا غم اور اداسی نے انہیں آگھیرا تھا... شاذ و نادر ہی گھر سے نکلتی تھیں، اور اگر نکلتی بھی تو بس مسجد میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کی زیارت کے لیے یا بقیع میں (اہلِ ایمان کی قبروں کی) زیارت کے لیے... اس دوران آپ کا خرچ حضرت ابو بکر نے اپنے ذمہ لئے رکھا انکے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما یہ ذمہ داری پوری کرتے رہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

پھر جب رخصتی کی گھڑی قریب آئی تو انہوں نے آخری سانسیں تسلیم و رضا کے ساتھ اپنے پیدا کرنے والے کے سپرد کر دیں؛ وہ اس حال میں اپنے رب سے جا ملیں کہ وہ ان سے راضی تھا اور وہ اس سے راضی تھیں۔ یہ خلافت فاروقی کا دور تھا۔

مدینۃ الرسول میں آپ کا وصال 29 سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت عمر نے خود لوگوں کو ان کے جنازے میں شرکت کے لیے جمع کیا۔ اور خود ان کا جنازہ پڑھایا۔ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اور مدینہ کے بالائی حصے ''العالیہ'' میں جو جگہ ''مشربۃ اُمّ ابراہیم'' کے نام سے مشہور ہے، اس کی نسبت انہی کی طرف ہے، اور ابتداءً ان کا نزول (رہائش) بھی وہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالی کی ان پر کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔

حضرت ماریہ قبطیہ کی دینی و سماجی خدمات:

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر صحابیہ تھیں، جنہوں نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی، آپ کے گھر میں رہیں، آپ کی عبادات، اخلاق اور عملی زندگی کو قریب سے دیکھا۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا کردار کو عمومی اعتبار سے مختلف حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جن کا ذیل میں جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اُمّ ولد ہونے کا شرف:

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے حضورِ اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ "اُمّ ولد" کے منصب پر فائز ہوئیں، جو ایک خاص اعزاز ہے۔ اس نسبت سے آپ کا شمار اہلِ بیتِ نبوی ﷺ میں ہوتا ہے، جس سے آپ کا مقام و مرتبہ امت میں بلند ہوا۔

نبی کریم ﷺ کے گھرانے میں عملی نمونہ:

آپ نے رسول اللہ ﷺ کے گھرانے میں پاکیزہ، باحیا اور وفادار بیوی کا کردار ادا کیا۔ غیر عرب پس منظر کے باوجود آپ نے اسلامی خاندانی نظام، حیا، وفا اور اطاعتِ رسول ﷺ کا بہترین نمونہ پیش کیا، جو بعد کے نو مسلموں (خصوصاً غیر عربوں) کے لیے ایک عملی مثال بنا۔

صبر، استقامت اور آزمائشوں کا سامنا:

مدینہ کے ماحول، زبان اور معاشرت سے مختلف پس منظر ہونے کے باوجود آپ نے ہجرت، تنہائی، اپنے وطن اور خاندان سے دوری کو صبر و رضا کے ساتھ برداشت کیا۔ اہلِ بیت کے ساتھ تعلق اور نبی اکرم ﷺ کے قرب میں رہتے ہوئے آپ نے دین، عبادات اور اخلاقی تربیت کا بلند معیار اپنایا، جو خواتین کے لیے خاموش لیکن مضبوط عملی درس تھا۔

اسلام پر ثابت قدم رہنا

آپ مصر کی عیسائی پس منظر رکھنے والی خاتون تھیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور دعوت کے نتیجے میں اسلام قبول کیا۔ آپ کا اسلام لانا در حقیقت اس بات کی علامت بنا کہ اسلام کسی مخصوص نسل یا قوم کا دین نہیں، بلکہ سب کے لیے ہدایت ہے۔ آپ کی اسلام پر ثابت قدمی نے بعد کے نو مسلم غیر عرب طبقات کے لیے ہمت اور حوصلے کا ذریعہ فراہم کیا۔ چنانچہ آپ کا یہ عمل دعوتی و تہذیبی دائرہ کار کے تحت آتا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

بین الثقافتی (Cross-Cultural) ربط کا ذریعہ

آپ کی نسبت مصر اور قبطی عیسائی پس منظر سے تھی، اس لیے آپ کا وجود اس بات کی تہذیبی علامت بنا کہ اسلام مختلف قوموں اور تہذیبوں کو اپنے دائرے میں عزت کے ساتھ جگہ دیتا ہے۔ آپ کے ذریعے یہ پیغام مضبوط ہوا کہ مسلمان معاشرہ نئے آنے والوں کو قبول کرتا ہے، انہیں عزت اور مقام دیتا ہے اور ان کی سابقہ نسلی یا قومی شناخت کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ آپ کی شخصیت اس بات کی زندہ علامت بنی کہ مدینہ کی اسلامی ریاست اور دیگر ممالک کے حکمرانوں کے درمیان سیاسی، سفارتی اور سماجی روابط قائم ہو چکے ہیں۔ آپ گویا اس سیاسی و سماجی پل کی علامت تھیں جو حجاز اور مصر کے درمیان قائم ہوا۔

خواتین کے لیے دعوتی پیغام

ایک غیر مسلم گھر اور تہذیب سے اٹھ کر اہلِ بیتِ نبوی ﷺ کا حصہ بننے والی خاتون کی حیثیت سے آپ کی زندگی بہت سی عورتوں کے لیے دعوتی اور ہدایت بخش نمونہ تھی۔ آپ نے اس عمل کے ذریعے خواتین کو پیغام دیا کہ اگر آپ حق کا راستہ تلاش کر کے اس پہ عمل کر لیں تو نہ صرف آپ اپنے اخلاق کو سدھار سکتی ہیں بلکہ آپ معاشرتی رویّوں میں اصلاح کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔ چنانچہ آپ کی شخصیت نے یہ واضح کیا کہ عورت بھی دین کے فروغ، اس کے حسنِ اخلاق اور اس کی بین الاقوامی اپیل کی نمائندہ بن سکتی ہے، چاہے وہ پس منظر کے اعتبار سے کسی بھی قوم سے تعلق رکھتی ہو۔

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے لیے پیغام:

آپ غیر عرب تھیں، اور ایک قبطی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں، لیکن مدینہ کی اسلامی ریاست میں آپ کو عزت اور تحفظ دیا گیا۔ جس سے امت اور غیر مسلم اقلیتوں کو یہ پیغام ملا کہ اسلام رنگ، نسل، زبان اور قومیت کے تعصبات کو رد کرتا ہے، اور مسلم معاشرہ غیر عرب اور سابقہ غلام طبقے حتیٰ کہ مفتوح علاقوں کے لوگوں کو بھی عزت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نسلی و طبقاتی امتیاز کے خلاف عملی مثال بنیں۔

- اس کے علاوہ آپ نے جس طرح سے حیا و عفت کے ساتھ گھریلو ذمہ داریوں، شوہر کے حقوق اور اولاد کی پرورش کے میدان میں وہی معیار اپنایا جو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کی تمام خواتین کے لیے پسند فرماتے تھے۔
- اگرچہ ان سے براہِ راست روایاتِ حدیث بہت کم منقول ہیں، لیکن ان کا گھر میں ہونا، صحابیات کے ساتھ میل جول، اور نبی ﷺ کی صحبت میں رہنا بذاتِ خود دینی تربیت کا حصہ تھا۔
- ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا شخصیت خود اس بات کی علامت بھی ہیں کہ اسلام نے مصر کے عیسائی گھرانے کی بیٹی کو اعلیٰ ترین شرف عطا کیا۔
- اس میں عیسائی دنیا کے لیے پیغام بھی تھا کہ اسلام اہلِ کتاب کے ساتھ عزت و احترام کا معاملہ قائم کر سکتا ہے۔
- آپ غلامی کے نظام میں تدریجی اصلاح کا نمونہ بھی بنیں، پھر یہ اُس تدریجی حکمت کی مثال بھی ہے جس کے ذریعے اسلام نے غلامی کے غیر انسانی نظام کو رفتہ رفتہ ختم کیا اور سابقہ غلاموں/لونڈیوں کو عائلی اور سماجی عزت کی بلند ترین سطح پر پہنچایا۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

- ان کی یادامت کے اندر خصوصاًخواتین کے لئے اس پیام کو تازہ کرتی ہے کہ اسلام میں شرف وفضیلت کا معیار نسب یا قومیت نہیں بلکہ ایمان، تقویٰ، عفت، خدمت اور صبر ہے۔

ام ایمن البرکۃ الحبشیہ رضی اللہ عنہا

امِّ ایمن کا اصل نام بَرَکَۃ اور کنیت اُمُّ اَیْمَن تھی۔آپ حبشہ کی سیاہ فام لونڈی تھیں جو بعد میں آزاد ہو کر صحابیہ بنیں۔آپ کا مکمل نام بَرَکہ بنتِ ثعلبہ بن عمرو بن حِصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان تھا،اور انہیں "اُمُّ الظِّباء" بھی کہا جاتا تھا۔

وہ آپ کے باپ سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کی اکیلی باندی تھیں۔ان کا تعلق حبشہ سے تھااور وہ خالص سیاہ فام خاتون تھیں۔ بچپن میں ڈاکوانہیں اغوا کر کے لے گئے اور فروخت کر دیا، لیکن اللہ کے کرم سے وہ سیدنا عبداللہ اور سیدہ آمنہ کے گھر پہنچ گئیں، جہاں ان کے ساتھ کنیز نہیں بلکہ گھر کی بیٹی اور بہن جیسا سلوک کیا گیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت سیدہ آمنہ کی عمر تقریباً انیس سال اور برکہ کی عمر تقریباً تیرہ سال تھی، جبکہ سیدنا عبداللہ اس سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔اس وقت گھر میں صرف تین ہستیاں تھیں: سیدہ آمنہ، برکہ،اور رحمتِ عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں برکہ، سیدہ آمنہ کی نہایت مخلص مددگار اور معاون رہیں۔

سیدنا عبداللہ، تجارت کے سلسلے میں غزہ سے واپسی پر، تقریباً پچیس برس کی عمر میں، یثرب میں اپنے ننہال بنو نجار کے ہاں بیمار ہو کر انتقال کر گئے اور وہیں دفن ہوئے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس ہوئی تو سیدہ آمنہ آپ کو اپنے خاوند سیدنا عبداللہ کی قبر کی زیارت کے لیے یثرب لے گئیں۔واپسی پر ابواء کے سنسان مقام پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ والدہ کو بھی اپنے جوارِ رحمت میں بلا لیا۔تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش بھی کی یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کی حاضنہ تھیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آئیں۔بعدازاں رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔

ام ایمن چونکہ ایک کنیز تھیں تو بعد میں انہیں آزاد کر دیا۔ان کے آقا کے حوالہ سے امام عسقلانی نے ایک قول نقل کیا ہے کہ ام ایمن حضرت خدیجہ کی بہن کی (لونڈی) تھیں، تو انہوں نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔لیکن یہ قول درست معلوم نہیں ہوتا۔کیوں کہ اس بات پہ ٹھوس تاریخی شواہد موجود ہیں۔اور عسقلانی نے ہی کچھ مزید اقوال بھی نقل کئے ہیں۔چنانچہ ابن سعد کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے والد سے وراثت میں پایا اپنے باپ عبداللہ بن عبدالمطلب سے آپ کو پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں اور بھی وراثت میں ملیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امِّ ایمن کو اس وقت آزاد کر دیا جب آپ کا نکاح سیدہ خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد سے ہوا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں آزاد کر دیا تو آپ کا نکاح عبید بن زید جو بنو حارث سے تھے ان سے ہوا، ان سے ان کے ہاں ایمن پیدا ہوئے جن کی نسبت سے آپ کی کنیت ام ایمن تھی۔ "ایمن" نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی اور خیبر کے دن شہید ہوئے۔

عبید بن زید کی وفات کے بعد آپ کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی سے ہوا۔ اور انہیں اس نکاح کی طرف رغبت بھی رسول اللہ ﷺ نے دلائی تھی کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا:

من سرّه أن يتزوّج امرأة من أهل الجنّة فليتزوّج أمّ أيمن

کہ تم میں سے جو کوئی جنتی خاتون کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے وہ ام ایمن سے نکاح کر لے۔

تو حضرت زید بن حارثہ جو حضرت خدیجہ کی ملکیت میں تھے، انہوں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کیا اور نبوت کے بعد ان کا نکاح امّ ایمن سے کر دیا، تو ان سے اسامہ پیدا ہوئے۔

عثمان بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ جب امّ ایمن نے ہجرت کی تو وہ ''منصرَف'' اور ''روحاء'' کے درمیان کے مقام پر شام کو پہنچیں، انہیں پیاس لگ گئی اور ان کے پاس پانی نہیں تھا، اور وہ روزے سے تھیں، پیاس نے انہیں بہت تھکا دیا۔ تو آسمان سے ان کی طرف سفید رسی والا ایک ڈول لٹکایا گیا، انہوں نے اسے لے کر پیا یہاں تک کہ سیراب ہو گئیں۔ وہ کہا کرتی تھیں: اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی، اور میں نے دھوپ کی تپش میں روزے رکھتی لیکن کبھی مجھے پیاس نہ لگی۔

اور اسے ابن سکن نے بھی روایت کیا ہے، اور اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: وہ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ کی طرف نکلی، وہ پیدل تھیں اور ان کے پاس کوئی زادِ راہ نہیں تھا۔ جب سورج غروب ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک برتن میرے سر کے پاس لٹکا ہوا ہے۔ اس کے بعد میں گرم دن میں روزہ رکھتی، پھر پیاس لگنے کے لیے دھوپ میں چلتی پھرتی، لیکن مجھے پھر کبھی پیاس نہ لگی۔

حضرت ام ایمن کی خدمات:

حضرت ایمن نے دین اسلام کے لئے کئی ایک خدمات سرانجام دیں ذیل میں ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

حدیث کی روایت:

ام ایمن کی نمایاں خدمات میں سے ایک خدمت رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو امت تک پہنچانے کے لئے کردار ادا کرنا بھی ہے۔ چنانچہ ام ایمن رضی اللہ عنہانے سے چند احادیث بھی روایت کیں۔ انہیں صحابیہ راویہ کے طور پر کتبِ حدیث میں درج کیا گیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں آپ کا شمار ان خواتین میں کیا ہے جن سے حدیث روایت کی گئی ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ مسند یحیی حمانی میں روایت ہے اور امام ابو نعیم الاصفهانی نے بھی اسکی تخریج کی ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

عن أيمن، قالت: قال رسول اللّه صلّى اللّه عليه وآله وسلم «لا يقطع السّارق إلّا في حجفة

کہ حضرت ام ایمن سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا سوائے حجفہ کے، یعنی چوری کی سزا (ہاتھ کاٹنا) اسی وقت نافذ ہوگی جب چوری ایسی چیز کی ہو جس کی کم از کم قیمت ایک حجفہ (ڈھال) کے برابر ہو۔

نبی ﷺ کی والدہ، دایہ اور مربیہ کی سی حیثیت:

بچپن میں نبی ﷺ کے ساتھ ان کا تعلق ماں کی سی شفقت اور پرورش کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ان سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے۔ ان کو "یا أمّه "(اے میری ماں) کہہ کر بلاتے۔ رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کو ام ایمن کی مصاحبت بھی بہت میسر آئی اس لئے ان کو آپ اپنی والدہ کے طور پہ دیکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

أمّ أيمن أمّي بعد أمّي

"امّ ایمن میری ماں کے بعد، میری ماں ہے"

اس کے علاوہ آپ انہیں اپنی اہل بیت کا حصہ قرار دیتے تھے۔ جب رسول اللہ ام ایمن کی طرف دیکھتے تو کہتے:

"هذه بقيّة أهل بيتي"

یہ میری اہلِ بیت کے باقی ماندہ افراد میں سے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش پیش رہتی تھیں، طبرانی میں، ابو عامر الخراز کی سند سے، جو ابو زید مدنی سے روایت کرتے ہیں، بیان ہے کہ اُمّ ایمن بیان کرتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ناولني الخمرة من المسجد

مجھے مسجد سے چھوٹی جائے نماز (خُمرہ) پکڑا دو۔

میں نے عرض کیا: میں حائضہ ہوں (مجھے حیض آیا ہوا ہے)، آپ نے فرمایا: "تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔ اس (روایت) میں انقطاع پایا جاتا ہے۔

ہجرتِ میں شرکت:

حضرت ام ایمن نے اسلام کی خاطر دو مرتبہ ہجرت کی۔ نبی ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کے سفر میں ام ایمن کو بھی اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مدینہ بھیجا۔ وہ پہلے حبشہ کی طرف بھی ہجرت کر چکی تھیں، پھر مدینہ کی طرف بھی ہجرت کی۔

هاجرت الهجرتين إلَى أرض الحبشة وإلى المدينة جميعًا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

جہاداور غزوات میں شرکت:

حضرت ام ایمن نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ کئی ایک غزوات میں شریک ہوئیں،وہاں آپ مجاہدین کی ہمت بڑھانے کے لئے ان کو دعائیں دیتیں،ابن سعد نے روایت نقل کی ہے کہ ابوالحارث بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن امّ ایمن نے (مجاہدین سے) کہا:

ثبت الله أقدامكم

''اللہ تمہارے قدم ثابت رکھے۔''

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چپ ہو جاؤ،اے امّ ایمن ! بے شک تمہاری زبان (الفاظ کے چناؤ میں) بھاری ہے۔''

کیونکہ غیر عرب ہونے کی وجہ سے انکو عربی بولنے میں مہارت حاصل نہیں تھی،اس لئے بعض اُوقات الفاظ کے چناؤ میں مسئلہ ہو جاتا۔اس کے علاوہ آپ زخمیوں کی مرہم پٹی،پانی پلانے اور لشکر کی خدمت کے لیے شریک ہوتی تھیں۔

ابن سعد لکھتے ہیں: ''محمد بن عمر کہتے ہیں:

وقد حضرت أم أيمن أحدا ،وكانت تسقي الماء ،وتداوي الجرحى ،وشهدت خيبر مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم

امّ ایمن جنگ اُحد میں موجود تھیں،وہ (مجاہدین کو) پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں،اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔''

آپکا یہ عمل اُس دور کی جہادی خدمات اور میڈیکل سپورٹ،کمزوروں کے ساتھ ہمدردی اور خدمت خلق کی ایک شاندار مثال ہے،جو خواتین صحابیات انجام دیتی تھیں۔

ام ایمن رضی اللہ عنہانے کثیر سماجی خدمات سرانجام دیں،سرفہرست نسل صالحہ کی تربیت اور پرورش کرنا ہے۔اسی لئے ام ایمن کو تاریخ انسانی کے سب سے عظیم فرد خیر خلق اللہ،سیدنا و مولانا،محمد مصطفی ﷺ خاتم النبیین کے بچپن میں آپ کی تربیت کرنے کا موقع ملا جو کہ آپ کے لئے بہت بڑے شرف واعزاز کی بات ہے۔اس کے علاوہ آپکو اپنے بیٹے اور آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابی،مجاہد اور امیر حضرت اسامہ بن زید کی تربیت کرنے کا شرف ملا۔ جنہیں نبی ﷺ نے سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں بڑے لشکر کا امیر بنایا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

حضرت ام ایمن کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، اُمّ ایمن کی وفات کے بارے میں دو مشہور قول ہیں۔ پہلے قول کے مطابق جو کہ امام واقدی کا ہے، امّ ایمن خلیفہ سوم داماد رسول سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ کی وفات ہوئی۔

دوسرے قول کے مطابق جو کہ ابن سکن نے ایک صحیح سند کے ساتھ امام زُہری سے نقل کیا ہے کہ امّ ایمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے پانچ ماہ بعد فوت ہوئیں۔ مگر یہ روایت مرسل ہے (یعنی زہری نے صحابی کا نام نہیں لیا، بیچ کا واسطہ گرا ہوا ہے)۔

تیسرے اور اہم قول کے مطابق جو طارق بن شہاب کی ایک حدیث ہے کہ امّ ایمن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کچھ کلمات کہے۔ یہ روایت موصول (متصل سند) ہے، اس لیے زہری کی مرسل روایت سے زیادہ قوی مانی جاتی ہے۔ ابنِ مندہ وغیرہ محدثین نے اسی قول کو ترجیح دی، اور ابن مندہ نے یہ بھی اضافہ کیا کہ امّ ایمن حضرت عمر کے بعد تقریباً 20 دن زندہ رہیں۔

یہ حضرت ام ایمن کا کرادار ہے جو ایک افریقی، غیر عرب عورت تھیں۔ آپ نے پورے اسلامی معاشرے میں ‘‘ممتا، خدمت خلق، وفا اور ایمان’’ کی علامت بن کر کردار ادا کیا۔

حضرت سیرین القبطیہ

آپ کا نام سیرین بنت شمعون القبطیہ ہے۔ آپ حضرت ماریہ قبطیہؓ کی بہن تھیں۔ ماریہ قبطیہؓ وہ عظیم صحابیہ ہیں جنہیں مقوقس، حکمرانِ اسکندریہ (مصر)، نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا تھا۔ سیرینؓ بھی اسی وفد میں اپنی بہن کے ساتھ آئیں اور مدینہ منورہ پہنچیں۔ ان پہ بھی اسلام پیش کیا گیا تو انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

سیرینؓ کو بعد میں معروف صحابی حضرت حسان بن ثابتؓ نے نکاح میں لیا، بعض روایات میں "وہ ان کی سُریہ (باندی)" کہہ کر بھی ذکر ملتا ہے، لیکن مستند کتبِ سیر میں نکاح کا ذکر بھی موجود ہے اور انہی کے بیٹے حضرت عبدالرحمن بن حسانؒ بنے، جو بعد میں شاعر اور تابعی کے طور پر معروف ہوئے۔ وہ اپنے والد کی طرح شعر کہتے تھے۔ کتبِ رجال میں ان کا ذکر ‘‘تابعی، شاعر، ثقہ’’ وغیرہ اوصاف کے ساتھ ملتا ہے۔

حضرت سیرینؓ کے اَحوال تلاش بسیار کے باوجود نہ مل جاسکے۔ البتہ انکا تذکرہ حضرت ماریہ قبطیہ اور حضرت عبدالرحمن بن حسان بن ثابت کے تذکرہ کے ساتھ ملتا ہے۔ اس لیے ان کی تفصیلی سوانح دیگر صحابہ اور اہلِ بیت کی طرح مفصل مروی نہیں، بلکہ چند بنیادی نکات تک محدود ہے۔ اسی لئے براہِ راست آپ سے مروی احادیث بہت کم یا تقریباً نہ ہونے کے برابر ملتی ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

ان کی وفات کا سن (تاریخ) واضح طور پر مضبوط اسانید کے ساتھ منقول نہیں۔ بس اتنا ملتا ہے کہ وہ مدینہ ہی میں رہیں، شوہر اور بیٹے کی شہرت کے ساتھ ان کا ذکر آتا ہے۔

آپ کی خدمات:

آپ کے چونکہ احوال ہی بہت کم ملتے ہیں اس لئے آپ کی خدمات بھی چند نکات کے ساتھ سمجھی جا سکتی ہے۔

اسلام میں حسنِ حال:

ان کو حسنَ اسلامُها کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے، یعنی انہوں نے اسلام کو اچھے طریقے سے قبول کیا، اس پر قائم رہیں۔

مدینہ کی معاشرت میں انضمام:

سیرینؓ حسان بن ثابتؓ کے گھر آئیں اور وہاں ایک صالح، اہلِ علم و ادب خاندان کی بنیاد بنی۔ حسانؓ جیسے بڑے صحابی و شاعر رسول سے نکاح ان کے معاشرتی مقام کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کا گھرانہ (حسانؓ، سیرینؓ، عبدالرحمنؓ) اہلِ مدینہ کے معروف خاندانوں میں شمار ہوتا تھا۔ یہ دونوں قبطی بہنیں دراصل اس بات کی عملی مثال ہیں کہ اسلام نے مختلف قوموں، نسلوں اور ملکوں کے لوگوں کو ایک امت میں جمع کر دیا۔

انکی خدمات کو جاننے کے لئے حضرت ماریہ قبطیہ کے احوال کو پڑھا جا سکتا ہے۔ جس سے ان کی خدمات کا دائرہ کار واضح ہو جائے گا۔ اور حضرت ماریہ کی خدمات اوپر گزر چکی ہیں اس لئے یہاں اسکو الگ سے ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت سمیہ بنت خیاط رضی اللہ عنہا

آپ کا نام سمیہ بنت خیاط ہے، آپ ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی کنیز تھیں، ان کا نکاح أبو حذیفہ کے حلیف یاسر سے ہوا، حضرت عمار کی پیدائش پہ أبو حذیفہ نے انہیں نے آزاد کر دیا تھا۔ وہ قدیم زمانہ میں مکہ میں اسلام لائیں، اور ان لوگوں میں سے تھیں جنہیں اللہ (کے دین) کی خاطر اس لیے عذاب دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں، لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور صبر کرتی رہیں، حضرت مجاہد کی روایت میں ہے:

أول شهيد استشهد في الإسلام سمية أم عمار أتاها أبو جهل فطعنها بحربة في قبلها.

آپ اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں، یہاں تک کہ ایک دن ابو جہل وہاں سے گزرا اور اس نے ایک نیزے سے ان کی شرم گاہ پر وار کیا، جس سے وہ فوت ہو گئیں۔ اور وہ اسلام میں پہلی شہیدہ ہیں، اور وہ ایک بوڑھی، بہت بڑی عمر کی اور کمزور عورت تھیں۔ پھر جب بدر کے دن ابو جہل مارا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر سے فرمایا: "اللہ نے تمہاری ماں کے قاتل کو قتل کر دیا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 29, 2025

"اسلام میں سب سے پہلی شہید سمّیہ تھیں، عمار کی والدہ۔ ابو جہل آیا اور اس نے انہیں برچھے سے ان کے شرم گاہ پر وار کر کے شہید کر دیا۔" چنانچہ آپ ہجرت سے قبل ہی شہید ہو گئیں۔ مجاہد سے روایت کرتے ہیں:

"سب سے پہلے جن لوگوں نے اسلام کو علانیہ ظاہر کیا وہ سات تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، بلال، خبّاب، صہیب، عمار اور سمیہ (امّ عمار)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے چچا (ابو طالب) نے (قریش کے شر سے) بچائے رکھا، اور ابو بکر کو ان کی قوم نے (اپنی حمایت میں) محفوظ رکھا۔ باقی لوگوں کو پکڑ لیا گیا، انہیں لوہے کی زرہیں پہنائی گئیں، پھر انہیں دھوپ میں تپایا گیا، یہاں تک کہ مشقت اور تکلیف نے انہیں انتہائی درجے تک پہنچا دیا۔

آپ کی خدمات:

- اسلام کی پہلی شہیدہ بن کر دین کے لیے اپنی جان قربان کی۔
- مکہ کے ابتدائی دور میں کمزور طبقے سے ہونے کے باوجود ایمان قبول کیا۔
- ایمان لانے کے بعد اپنا اسلام چھپانے کے بجائے اسے ظاہر کیا۔
- اپنے شوہر یاسر اور بیٹے عمار کے ساتھ مل کر خاندانِ یاسر کی عظیم قربانی کا حصہ بنیں۔
- شدید ترین جسمانی و روحانی اذیت کے باوجود کلمۂ توحید سے پیچھے نہ ہٹیں۔
- ابو جہل کے ہاتھوں شہید ہو کر صبر و استقامت کی اعلیٰ مثال قائم کی۔
- مظلوم اور کمزور مسلمانوں، خصوصاً خواتین کے لیے صبر اور ثابت قدمی کا نمونہ بنیں۔
- اُن کا نام اُن اولین سات افراد میں شامل ہے جنھوں نے اسلام کو کھلے عام ظاہر کیا۔

زنیرہ الرومیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا مکمل نام زُنَیْرہ الرومیہ ہے آپ قبیلہ بنو عبد الدار بن قصی کی مملوکہ تھیں۔ وہ فقیر اور مسکین تھیں، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہتے تھے، چنانچہ وہ اللہ عزوجل کے دین میں داخل ہو گئیں، تو انہیں بہت زیادہ تکالیف دی گئیں۔

وأمّا النساء المؤمنات زنّيرة وأم عبيس ولبيبة والنهدية فقد عذّبن كذلك أشدّ العذاب من قبل مواليهنّ ولم يرجعن عن دينهنّ، فرضي الله عنهن وأرضاهن.

"اور جہاں تک مؤمن عورتوں کا تعلق ہے، تو زنیرہ، امّ عُبَیس، لُبَیبہ اور نہدیہ رضی اللہ عنہن کو بھی ان کے مالکوں کی طرف سے سخت ترین اذیتیں دی گئیں۔

یہ تکالیف اس قدر سخت تھیں کہ وہ نابینا ہو گئی۔ لیکن وہ اپنے دین سے ہرگز نہیں پھریں۔ ایک دن ابو جہل نے ان سے کہا:

إن اللات والعزى فعلا بك ما ترين

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 29, 2025

لات اور عزّیٰ نے تمہیں اس حال تک پہنچا دیا ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ انہوں نے جواب دیا:

كلا والله لا تملك اللات والعزى نفعا ولا ضرا، هذا أمر من السماء وربي قادر على أن يرد عليّ بصري،

ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! لات اور عزّیٰ نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے۔ یہ سب آسمان کی طرف سے آیا ہوا معاملہ ہے، اور میرا رب اس بات پر قادر ہے کہ میری بینائی مجھے واپس لوٹا دے۔

چنانچہ اسی رات ان کی صبح اس حال میں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی اسے واپس عطا فرما دی۔ قریش کہنے لگے:

إن هذا من سحر محمد صلى الله عليه وسلم

"یہ محمد ﷺ کے جادو کا اثر ہے۔

یہ اب سات لوگوں میں سے تھیں جنہیں اسلام لانے کی وجہ سے اذیتیں دی جاتیں تھیں پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید لیا اور انکی بیٹی کو بھی اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے لیے خرید کر آزاد کیا۔ ان کی بینائی کے لوٹ آنے پہ کفار حیران و ششدر رہ گئے۔ پھر ابو جہل کہنے لگا:

فلو كان أمر محمد خيرا وحقا ما سبقونا إليه

اگر یہ (دین) اچھا ہوتا تو وہ (مسلمان) ہم سے سبقت نہ لے جاتے۔

حضرت زنیرہ کی خدمات:

حضرت زنیرہ الرومیہ ابتدائی دور میں اسلام لانے والوں میں سے تھیں۔ آپ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر خدمات سرانجام دیں۔

اسلام لانے میں سبقت اور ثابت قدمی

آپؓ ان خوش نصیب خواتین میں شامل تھیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی اور انتہائی کٹھن دور میں حق کو پہچانا اور بلا تردد اسے قبول کیا۔ آپ نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ اسلام قول کرنے میں سبقت لے گئیں۔ اس زمانے میں اسلام لانا نہ صرف سماجی مخالفت بلکہ جسمانی اذیتوں کو دعوت دینے کے مترادف تھا، مگر حضرت زنیرہؓ نے حق کی محبت میں ہر خوف کو پسِ پشت ڈال دیا۔ مشرکینِ مکہ، خصوصاً ابو جہل، نے آپؓ پر سخت ظلم و ستم ڈھائے، یہاں تک کہ آپؓ کی بینائی بھی جاتی رہی، لیکن اس کے باوجود آپؓ کے ایمان میں ذرّہ برابر لغزش نہ آئی۔ آپؓ نے کھلے الفاظ میں بتوں کی بے بسی کا اعلان کیا اور کامل یقین کے ساتھ فرمایا کہ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ ثابت قدمی نہ صرف ایک دینی مثال ہے بلکہ سماجی سطح پر بھی مظلوم و کمزور طبقے کے لیے حوصلہ، جرات اور حق پر ڈٹے رہنے کا پیغام دیتی ہے۔

اوہام باطلہ کا رد، اور عقیدہ توحید پہ پختگی

دورِ جاہلیت میں بتوں کو نفع و نقصان کا مالک سمجھا جاتا تھا اور مختلف توہمات معاشرے میں راسخ تھے، مگر حضرت زنیرہؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد ان تمام باطل عقائد کو پوری جرات اور شعور کے ساتھ مسترد کر دیا۔ جب مشرکین نے آپؓ کی بینائی کے زوال کو لات و عزّیٰ کی طرف منسوب کیا تو آپؓ نے نہایت مضبوط ایمان

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

کے ساتھ واضح کیا کہ یہ بت کسی قسم کے اختیار کے مالک نہیں، بلکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ یہ اعلان دراصل عقیدۂ توحید پر آپؓ کے غیر متزلزل یقین کا مظہر تھا۔ آپؓ کی یہ فکری و اعتقادی استقامت نہ صرف دینی اعتبار سے مثال ہے بلکہ سماجی طور پر بھی جہالت، وہم اور اندھی تقلید کے خلاف ایک مضبوط شعور بیدار کرنے کا ذریعہ بنی، جس سے معاشرے میں حق و صداقت کی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔

رسول اللہ کی معاشرتی معاونت:

حضرت زنیرہؓ کی سیرت کا ایک درخشاں پہلو یہ ہے کہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ اس وقت دیا جب حق کی آواز سننے اور اس پر لبیک کہنے والے بہت کم تھے۔ مکہ کے اس ابتدائی دور میں اسلام قبول کرنا تنہائی، مخالفت اور شدید خطرات کو قبول کرنے کے مترادف تھا، مگر حضرت زنیرہؓ نے حالات کی سختی کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر ایمان لا کر عملاً آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہونے کا ثبوت دیا۔ آپؓ نے نہ صرف دل سے اسلام قبول کیا بلکہ ظلم و ستم، طعن و تشنیع اور اذیتوں کے باوجود حضور ﷺ کی صداقت پر کامل یقین کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔ اس نازک دور میں آپؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ وفادارانہ ساتھ دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اسلام کی ابتدائی بنیادیں انہی مخلص اور جان نثار نفوس کے ذریعے مضبوط ہوئیں، جنہوں نے تعداد کی قلت کے باوجود حق کا علم بلند رکھا۔

آپ کے لئے نصرت خداوندی

جب آپؓ نے راہِ حق میں شدید ظلم و ستم برداشت کیا اور اپنی بینائی سے محروم ہو گئیں تو بظاہر یہ کمزوری اور شکست کا منظر تھا، مگر درحقیقت یہی مرحلہ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور نصرت کا پیش خیمہ بنا۔ حضرت زنیرہؓ نے اس کٹھن آزمائش میں بھی صبر، توکل اور کامل یقین کا دامن نہ چھوڑا اور پورے اعتماد سے یہ اعلان کیا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے اور وہی دوبارہ بینائی عطا کرنے پر قادر ہے۔ روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے آپؓ کی بینائی لوٹا دی، جس سے نہ صرف آپؓ کے ایمان کو تقویت ملی بلکہ اہلِ مکہ پر بھی یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مدد اور نصرت صرف اللہ کی طرف سے آتی ہے، نہ کہ باطل معبودوں کی طرف سے۔ یہ نصرتِ خداوندی حضرت زنیرہؓ کے لیے ذاتی تسلی و تقویت کا سبب بنی اور معاشرے کے لیے ایک عملی پیغام بن گئی کہ جو اللہ پر سچا بھروسا رکھتا ہے، اللہ اس کی مدد فرماتا ہے، خواہ حالات کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں۔

عورتوں اور کمزور طبقات کے لئے مشعل نور

آپؓ ایک کمزور اور غلام خاتون تھیں، جنہیں معاشرتی حیثیت کے اعتبار سے حقیر سمجھا جاتا تھا، مگر اسلام نے آپؓ کو عزت، وقار اور شناخت عطا کی۔ حضرت زنیرہؓ نے شدید ظلم و ستم، جسمانی اذیت اور سماجی تحقیر کے باوجود ایمان پر ثابت قدم رہ کر یہ عملی پیغام دیا کہ عزت و ذلت کا معیار طاقت یا حسب نسب نہیں بلکہ ایمان اور حق پر

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

استقامت ہے۔ آپؓ کی جرأت، صبر اور توحید پر مضبوط یقین نے خصوصاً عورتوں اور معاشرے کے مظلوم و کمزور طبقات کو یہ حوصلہ دیا کہ وہ ظلم کے سامنے جھکنے کے بجائے حق کا ساتھ دیں۔ اس طرح حضرت زنیرہؓ کی سیرت ہر دور کی عورتوں اور محروم طبقات کے لیے امید، حوصلے اور باوقار جدوجہد کی روشن مثال بن گئی، جو انہیں ایمان، خوداعتمادی اور حق پسندی کی راہ دکھاتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت نہدیہ اور ان کی بیٹی، حضرت لبینہ اور حضرت ام عبیس رضی اللہ تعالی عنہ بھی کنیزیں تھیں۔ اسلام لانے کی پاداش میں انہوں نے بھی سخت سزائیں کاٹیں۔ انہوں نے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور اسلام کے لئے بہت تکالیف برداشت کیں۔ ان کے بارے میں کتب میں زیادہ تفصیلات نہیں ملتیں اور غلاموں کے تذکرہ میں اِکاذکر چند حروف میں ملتا ہے۔ اسی طرح بعض حبشی، رومی اور قبطی لونڈیاں خادمات صحابیات کے طبقے میں آتی ہیں، پھر حضرت ریحانہ بنت زید کا نام بھی کتب میں ملتا ہے۔ آپ کا مکمل نام: ریحانہ بنت زید بن عمرو بن خنافہ بن سمعون بن زید تھا۔ آپ بنو نضیر یا بنو قریظہ کی یہودیہ تھیں، بعد میں اسلام لائیں، ازواج میں شمار کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف ہے مگر صحابیہ متفقہ ہیں۔ اور وہ بنو قریظہ کے ایک مرد کے نکاح میں تھیں جس کا نام حکم تھا، اسی نسبت سے بعض روایت کرنے والوں نے انہیں بنو قریظہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ جب بنو قریظہ پر قید و بند (یعنی قیدی بنائے جانے) کا معاملہ پیش آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قیدیوں میں سے لیا، یہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے ام منذر بنت قیس کے گھر چند دنوں کے لیے بھیج دیا گیا۔ پھر رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے، تو میں حیاء کی وجہ سے آپ سے جھجکی، آپ نے مجھے بلایا، اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا: "اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرو تو رسول اللہ تم کو اپنے لیے اختیار کر لیں گے۔" میں نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ جب میں مسلمان ہوگئی تو رسول اللہ نے مجھے آزاد کیا اور مجھ سے نکاح کیا اور میرا مہر اپنی دیگر ازواج کی طرح بارہ اوقیہ اور ایک نشّ (چھوٹا سا اضافہ) مقرر فرمایا۔ اور ام منذر کے گھر ہی میں میری رخصتی ہوئی۔ آپ میرے لیے اسی طرح ایام تقسیم فرماتے جیسے اپنی دوسری بیویوں کے لیے کرتے، اور مجھ پر حجاب (پردہ) نافذ کیا گیا۔ اور رسول اللہ مجھ سے بہت خوش رہتے تھے۔ ان کی خدمات اور زیادہ حالات کتبِ رجال میں تفصیل سے محفوظ نہیں رہے۔ اللہ تعالی ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے۔

خلاصہ کلام/نتائج البحث

زیرِ نظر ریسرچ آرٹیکل میں سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں غیر عرب قبائل سے تعلق رکھنے والی خواتین صحابہؓ کی دینی و سماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مطالعے کا بنیادی مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اسلام کی ابتدائی تشکیل و اشاعت میں غیر عرب پس منظر رکھنے والی خواتین نے محض قبولِ اسلام تک محدود کردار ادا نہیں کیا، بلکہ ایمان، علم، دعوت، خدمتِ خلق اور معاشرتی تعمیر کے میدانوں میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں اسلام نے نسل، زبان اور قبیلے کی بنیاد پر امتیاز کو ختم کر کے تقویٰ اور کردار کو معیار بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر عرب قبائل کی خواتین صحابہؓ کو بھی دینی تربیت، اخلاقی اصلاح اور سماجی ذمہ داریوں میں بھرپور شرکت کے مواقع میسر آئے۔ ان خواتین نے تعلیم و تعلّم، روایتِ حدیث، عبادات و اخلاق کی عملی مثال، دعوت و تبلیغ، ہجرت و صبر، اور ضرورت مندوں کی اعانت، جنگوں میں مجاہدین کو پانی پلانا اور زخمیوں کی مرہم پٹی، جیسے شعبوں میں قابل قدر کردار ادا کیا۔ اسی طرح انہوں نے خاندان کی سطح پر اسلامی اقدار کی حفاظت، نئی مسلمان عورتوں کی رہنمائی، اور معاشرتی بہبود کے کاموں میں حصہ لے کر اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔

یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ غیر عرب خواتین صحابہؓ کی خدمات سیرتِ نبوی ﷺ کے اُس جامع سماجی وژن کی عملی تصویر ہیں جس میں عورت کو ایک باوقار، باعمل اور معاشرے کی اصلاح میں شریک فرد کے طور پر پیش کیا گیا۔ چنانچہ آج کے دور میں بھی خواتین کی دینی تعلیم، سماجی خدمت، اخلاقی قیادت اور بین الثقافتی ہم آہنگی کے لیے ان پاکیزہ نمونوں سے رہنمائی لینا نہایت مؤثر اور ضروری ہے۔

سفارشات و تجاویز

1. موضوع ہذا پہ مزید کام کی سفارشات و تجاویز درج ذیل ہیں، کہ موضوع کے کن کن حصوں پہ مزید کام کیا جاسکتا ہے:
2. عرب خواتین صحابیات اور غیر عرب خواتین صحابیات کی خدمات کا تقابلی جائزہ: مماثلتیں، امتیازات، اور اسباب
3. ، مکی و مدنی دور کے فرق کے ساتھ کردار میں تبدیلی/ترقی کا جائزہ وغیرہ پیش کیا جاسکتا ہے۔
4. جغرافیائی و ثقافتی تناظر میں مختلف خطّوں (حبشہ، شام/روم، مصر، فارس) کے ثقافتی پس منظر کو مختصر بیان کر کے دکھایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے ان ثقافتوں کے ساتھ کیسے تعامل کیا اور خواتین کے کردار پر کیا اثر پڑا؟۔
5. موضوع ہذا سے متعلقہ جدید دور کے لیے اس تحقیق کے اطلاقی پہلو (Contemporary Relevance) درج ذیل ہو سکتے ہیں:
6. پاکستان کے تناظر میں خواتین کی دینی تعلیم، کمیونٹی سروس، بین الثقافتی ہم آہنگی، اور فلاحی کاموں کے لیے قابل عمل ماڈلز نکالے جا سکتے ہیں۔
7. موضوع ہذا پہ پی ایس سطح کا تحقیقی مقالہ ان مزید سوالات کے ساتھ کیا جاسکتا ہے کہ

- غیر عرب خواتین کی خدمات کے بیان میں مصادر کی خاموشی/کمی کے اسباب کیا ہیں؟
- کیا بعض خواتین کا "غیر عرب" ہونا بعد کے مؤرخین نے واضح کیا یا مبہم رکھا؟ کیوں؟
- ان خواتین کی روایتِ حدیث/علمی اثر پذیری کن حلقوں تک پہنچی؟
- موضوع ہذا کی عصری معنویت کیا ہے؟

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June) 2025
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 29, 2025

مصادرومراجع

- القرآن الكريم
- محمد بن إسماعيل أبوعبدالله البخاري الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه= صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة، ط:1-1422ھ
- ابن سعد، أبوعبدالله محمد، ''الطبقات الكبرى''۔ بیروت: دار الكتب العلمية، ط۔1:1990م
- أبوالحسن علي بن أبي الكرم، عزالدين ابن الأثير، أسد الغابة في معرفة الصحابة، الناشر: دار الكتب العلمية، ط:1-1994م
- أبوالفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة، الناشر: دار الكتب العلمية—بيروت، ط:1—1415ھ
- أبوعبدالله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مَندَه، معرفة الصحابة، الناشر: مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة، ط:1-2005م
- أبوعمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر بن عاصم، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، الناشر: دار الجيل، بيروت، ط:-19921م
- أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري، جمل من أنساب الأشراف، الناشر: دار الفكر—بيروت، ط:1، -1996م
- إسماعيل بن محمد بن الفضل بن علي، الملقب بقوام السنة، الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة، الناشر: دار الراية- السعودية/الرياض، ط:2، -1999م
- خيرالدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي، الأعلام، الناشر: دار العلم للملايين، ط:15-2002م
- السيد الجميلي، نساء النبي صلى الله عليه وآله وسلم، الناشر: دار ومكتبة الهلال—بيروت 1416
- الشيخ الطبيب أحمد حطيبة وتفسير الشيخ أحمد حطيبة ومصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية، http://www.islamweb.net ، الكتاب مرقم آليا
- عبدالملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبومحمد، جمال الدين، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، ط:2، -1955م
- عدد من المختصين بإشراف الشيخ/ صالح بن عبدالله بن حميد إمام وخطيب الحرم المكي، نضرة النعيم في مكارم أخلاق الرسول الكريم- صلى الله عليه وسلم، الناشر: دار الوسيلة للنشر والتوزيع، جدة، ط: 4، ت۔ن
- علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبوالفرج، نورالدين ابن برهان الدين، السيرة الحلبية= إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، الناشر: دار الكتب العلمية—بيروت، ط:2—1427ھ
- محمد بن أحمد عبدالسلام خضر الشقيري الحوامدي، السنن والمبتدعات المتعلقة بالأذكار والصلوات، الناشر: دار الفكر
- محمد بن إسحاق بن يسار، سيرة ابن إسحاق، الناشر: دار الفكر—بيروت، ط:1-1978م

OPEN ACCESS
CC BY